فلسطینی مقبوضہ علاقے

بنیادی معلومات

رقبہ: 6165 مربع کلومیٹر

قومیت عرب

زبانیں عربی (انگریزی بھی وسیع پیمانے پر بولی اور سمجھی جاتی ہے)

مذہب اسلام 97 فی صد عیسائیت 3 فی صد

کرنسی (زرمبادلہ) نیو اسرائیلی شیکل، اردنی دینار (صرف مغربی کنارے کے لیئے)

بڑی سیاسی پارٹیاں پیپلز پارٹی، الفتح، پی ایف ایل پی ڈی ایف ایل پی، فدا، حماس (حماس کے سوا تمام جماعتیں پی ایل او کی رکن ہیں)
ان کے اٹھاسی منتخب اراکین ہیں جو فلسطینی قانون ساز کونسل (پی ایل سی) کے رکن ہوتے ہیں۔

صدر محمود عباس (جنہیں ابو ماذن بھی کہا جاتا ہے)

وزیر اعظم سلام فیاض

وزیر خارجہ ڈاکٹر ریاض المالکی

جغرافیائی محلِ وقوع

ویسٹ بینک (مغربی کنارے) کاعلاقہ 5800 کلومیٹر پر مشتمل ہے جو کہ تقریباً چالیس سے پینسٹھ کلومیٹر تک چوڑا (وسیع) ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے جو کہ زیادہ تر جھاڑیوں اور برساتی نالوں پر مشتمل ہے، اور جنوب کی جانب سے صحراؤں اور میدانوں سے ہوتا ہوا شمال تک پہنچتے پہنچتے سبزہ زاروں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

مغربی کنارہ اوسطاً سطحِ زمین سے ساڑھے سات سو میٹر (750) بلندی پر واقع ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ جریکو اور بحرِ مردار کے ساحلوں پر بھی مشتمل ہے جو کہ سطحِ سمندر سے بھی تین سو نوے (390) میٹر نیچے واقع ہے اور دنیا کا سب سے زیادہ نشیبی خطہ زمین ہے۔

غزہ کی پٹی کا علاقہ 365 مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے جو کہ پینتالیس کلومیٹر طویل اور پانچ سے بارہ کلومیٹر تک وسیع ہے۔ یہ خطہ زیادہ تر ہموار اور اس کی زمین ریتیلی ہے۔

تاریخ

براہ کرم اس کیلئے درج ذیل میں موجود سیاسی حصہ ملاحظہ فرمائیں۔
مزید جامع تاریخی معلومات حاصل کرنے کیلئے ایف۔بی۔او۔ کی ویب سائیٹ پر مڈل ایسٹ پیس پراسیس (مشرقِ وسطیٰ امن مذاکرات) کا حصہ پڑھیے۔

سیاست

محمود عباس (ابو ماذن) نے 15 جنوری کو صدارتی الیکشن میں بھاری کامیابی حاصل کرنے کے بعد صدر کا عہدہ سنبھالا (جو کہ 9 جنوری 2005 کو منعقد ہوئے) انھیں یاسر عرفات مرحوم کی جگہ صدر منتخب کیا گیا تھا جن کا 11 نومبر 2004 کو انتقال ہو گیا تھا۔ جبکہ احمد قریع (ابو علی) بدستور وزیرِ اعظم کی جگہ برقرار رہے جن کو فلسطینی قانون ساز کونسل نے مارچ 2003 میں اس عہدے پر منتخب کیا تھا۔

اسرائیل اور تحریکِ آزادیٔ فلسطین کے درمیان 13 ستمبر 1993 اور 28 ستمبر کو بالترتیب اصولوں کی پاسداری کا سمجھوتہ

اور درمیانی مدت کے معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ جس میں دونوں پارٹیوں کے درمیان یروشلم کی مستقل حیثیت کے معاملے کو مستقل بنیادوں پر طے کیا جانا تھا۔

درمیانی مدت کا یہ معاہدہ فلسطینیوں کو اٹھاسی ارکان پر مشتمل قانون ساز کونسل بنانے اور اس کے سربراہ کے طور پر پانچ سال کی مدت کیلئے صدر منتخب کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ اس کونسل کے پہلے الیکشن 1996 میں ہوئے تھے جبکہ دوسرے الیکشن 17 جولائی 2005 کو ہوئے۔

1981 میں قومی معاملات چلانے کیلئے مقامی طور پر ایک سول انتظامیہ کا وجود عمل میں لایا گیا، جس کے مطابق 1996 میں فلسطین قانون ساز کونسل کے قیام کے بعد اس سول انتظامیہ کو ختم ہو جانا تھا تاہم اس کی کچھ شقیں اب بھی موجود ہیں۔

فلسطین پر برطانیہ کا موقف۔

فلسطین کو اقوام متحدہ کے زیرِ انتظام چلنے والے ایک شہر کی حثیت کے طور پر چلایا جاتا ہے جس کے لئے CORPUS (SEPARATUM) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اس کا سیٹ اپ کبھی نہیں کیا جا سکا۔

اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد برائے تقسیم فلسطین کے فوراً بعد اسرائیل نے مغربی یروشلم اور اردن نے مشرقی یروشلم پر قبضہ کرلیا جس میں شہر کا پرانا حصہ بھی شامل تھا۔ ہم نے اسرائیل اور اردن کے جبری کنٹرول کو تو تسلیم کرلیا لیکن ان کی سالمیت یا حاکمیت کو قبول نہ کیا 1967 میں اسرائیل نے مشرقی یروشلم پر قبضہ کرلیا جسے ہم آج بھی اسرائیلی فوج کا ایک غیر قانونی مقبوضہ علاقہ سمجھتے ہیں۔ اسرائیل کیلئے ہمارا سفارت خانہ یروشلم کی بجائے تل ابیب میں ہے، جبکہ مشرقی یروشلم میں ہماری ایک قونصلیٹ ہے، جس کے قونصلر جنرل کا کسی ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ عمل ہمارے اس موقف کو ظاہر کرتا ہے کہ یروشلم پر کسی ملک کی حکمرانی یا اجارہ داری نہیں ہے۔ برطانوی موقف کا اظہار 1950 میں کیا گیا جب ملکہ برطانیہ کی حکومت نے اردن اور اسرائیل کو رسمی طور پر آگاہ کیا تھا۔ تاہم مقبوضہ شہر کے حوالے سے اسرائیل اور اردن کی حاکمیت انکے زیر قبضہ علاقے پر تسلیم کئے جانے کے اعلان نامے کو زیرِ التوا رکھا گیا، اس طرح اس علاقے کی قانونی حیثیت کو تسلیم کرنے کیلئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد نمبر 303(IV) of 1949 سے مشروط کردیا گیا۔ برطانوی موقف کے مطابق اس خطے کی قطعی حیثیت کا تعین ہونے تک اس کو تسلیم کرنا بالکل ممکن نہیں ہے تاہم ملکہ برطانیہ کی حکومت نے اسرائیل اور اردن دونوں ممالک کی انتظامی ضرورت کو شہر کے ان حصوں پر تسلیم کرلیا تھا۔ جس پہ یہ دونوں ممالک قابض ہیں۔

1967 کی جنگ میں اسرائیل نے یروشلم کے تمام شہر پر قبضہ حاصل کرلیا تھا، اور اردنی حکومت کے زیر قبضہ مشرقی یروشلم کو بھی مغربی یروشلم میں شامل کرلیا تھا، جو کہ پہلے سے ہی اسرائیل کے قبضے میں تھا۔ اسرائیلی حکومت نے فوری طور سے اپنے شہری قوانین پورے شہر پر لاگو کردیئے اور فوری طور سے اپنی میونسپل حدود کو مغربی کنارے تک پھیلا دیا۔ اسرائیل نے مشرقی

یروشلم کے اس اضافی حصے کو 1980 میں مزید مستحکم کر دیا جب اس نے، یروشلم قانون کا اعلان کر کے مشرقی اور مغربی یروشلم کو یکجا کر کے دار الحکومت بنانے کا اعلان کر دیا۔

برطانیہ نے یروشلم کی حیثیت کو تبدیل کرنے کے اسرائیلی اقدامات کو مسترد کر دیا، اقوامِ متحدہ نے اسرائیل کی توسیع پسندی کے جواب میں ۱۹۸۰ میں متفقہ طور سے سکیورٹی کونسل کی قرارداد نمبر ۴۷۸ منظور کی اور اسرائیلی الحاق کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیا گیا، برطانوی حکومت اس سے پہلے ۱۹۵۰ کے اعلان نامے کے مطابق اپنی پوزیشن واضح کر چکی تھی۔
اور یہ بات تسلیم کر چکی تھی کہ اسرائیل مغربی کنارے پر ناجائز قابض ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کر چکی ہے کہ اردن کا مشرقی یروشلم پر 1950 سے ناجائز قبضہ تھا۔ جو 1967 کی جنگ تک تھا۔

ملکہ برطانیہ کی حکومت مشرقی یروشلم کو اسرائیل کے ناجائز فوجی تسلط کا علاقہ تصور کرتی ہے۔ اور اس سلسلے میں اس قبضے کی بجائے اس علاقے پر قانون کی حکمرانی کا قانونی اطلاق چاہتی ہے جو خصوصاً 1949 کے چوتھے جنیوا کنونشن کی روشنی میں ہوگا۔ ملکہ برطانیہ کی حکومت چاہتی ہے کہ اس سلسلے میں سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر 242 کو بھی لاگو کیا جائے، جو کہ 1967 کی جنگ کے دوران قبضہ کئے گئے علاقوں سے متعلق ہے۔ جس میں مشرقی یروشلم بھی شامل ہے برطانیہ اور یورپی یونین میں شریک ممالک اپنے بیانات میں یہ بات بالکل واضح کر چکے ہیں کہ یروشلم کی حیثیت کو تبدیل کرنے کی کسی بھی کوشش کو قبول نہیں کیا جائے گا۔
برطانیہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس شہر (یروشلم) کی مستقل حیثیت کا تعین کیا جانا ابھی باقی ہے۔ اور چاہتا ہے کہ فریقین کے درمیان یہ مسئلہ اتفاقِ رائے سے طے پا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ شہر کو دوبارہ تقسیم نہیں کیا جانا چاہئے۔
برطانوی حکومت فلسطینیوں کے حقِ خود اردیت اور ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی حمایت کرتی ہے۔ اور توقع رکھتی ہے کہ ان کے اس حق کو بہت جلد مکمل کر لیا جائے گا۔ اور اسرائیل کو ایک ریاست کے طور پر تسلیم کئے جانے کے حق کی حمایت کرتی ہے اور اس کے شہریوں کے امن اور حفاظت کے ساتھ رہنے کے حق کی حمایت کرتی ہے۔

اقتصادیات

ستمبر 2000 میں فلسطینیوں کی جانب سے انتفادہ کی تحریک شروع ہونے کے بعد اسرائیل کی جانب سے مغربی کنارے اور غازہ کی پٹی اور فلسطینیوں کے بیرونی اقتصادی تعلقات پر لگائی جانے والی پابندیوں نے ملک کی اقتصادی حالت کو متاثر کیا ہے۔ جس سے اقتصادی ڈھانچے کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے معاشی سرگرمیاں اور آمدنی کے ذرائع تیزی سے کم ہوئے غربت کی سطح ڈرامائی طور سے بڑھ گئی۔ ملک کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اب غذائی امداد پر انحصار کرتا ہے۔

(اس قونصلر کے دائرہ اختیار میں یروشلم، مغربی کنارہ اور غزہ کی پٹی آتی ہے)

جیسے جیسے مشرقِ وسطیٰ میں قیامِ امن کا عمل اور دیگر سیاسی مسائل بہتر ہوتے جائیں گے، برطانوی قونصلیٹ فلسطین اور برطانیہ کے درمیان تعلقات میں بتدریج اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی خوراک کی ترسیل اور ترقیاتی کاموں کو بھی انجام دہی میں اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔
ہز مجسٹی ملکہ برطانیہ کی حکومت کے نمائندے قونصلر جنرل برائے یروشلم، ملکہ برطانیہ اور فلسطینیوں کے زیرِ انتظام مشرقی یروشلم مغربی کنارے اور غزہ کے فلسطینیوں کے درمیان بہتر تعلقات کے ذمہ دار ہیں۔ وہ ملکہ معظمہ کے تل ابیب میں آزاد سفیر کے طور پر کام کرتے ہیں

دیگر قونصلر جنرل کی طرح برطانوی قونصلر جنرل بھی مشرقی اور مغربی یروشلم میں دو علیحدہ علیحدہ دفاتر رکھتے ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ برطانوی حکومت یروشلم شہر کے دونوں حصوں کی حقیقت کو تسلیم کرتی ہے۔ اور اسرائیل کے اس دعوے کو مسترد کرتی ہے، جس کے تحت وہ یروشلم کو ایک متحدہ شہر کے طور پر اپنی عملداری میں شمار کرتا ہے۔

یروشلم میں برطانوی قونصلر جنرل اپنی سرکاری ذمہ داریاں پورے یروشلم میں سرانجام دیتے ہیں (مغربی یروشلم کے برطانوی اسرائیلیوں کیلئے بھی) وہ کسی ایک گروپ کے زیرِ اثر رہ کر کام نہیں کرتے۔

فلسطینی نیشنل اتھارٹی کی نمائندگی **عفیف** صفیہ (AFIF SAFIEH) کرتے ہیں جو کہ برطانیہ میں فلسطینی نمائندہ کا کام کرتے ہیں، جبکہ برطانیہ کا نمائندہ برائے یروشلم قونصلر جنرل جان جنکین ہے جو کہ ملکہ برطانیہ کی نمائندگی کرتا ہے۔

برطانیہ کی ترقیاتی معاونت

فلسطینی اتھارٹی کو 2004 میں 2003 کے مقابلے میں بیرونی امداد کے سلسلے میں بہت کمی کا سامنا تھا، جبکہ فلسطینی اتھارٹی کو اپنی تنخواہوں کی ادائیگی میں دشواری درپیش تھی۔ جبکہ برطانیہ نے بین الاقوامی ترقیاتی ڈیپارٹمنٹ کے تعاون اور اقوام متحدہ کی ریلیف اور بہتری کی ایجینسی برائے فلسطین کے تعاون اور عالمی بینک کے ٹرسٹ فنڈ کے تعاون سے فلسطین اتھارٹی کی مالی مدد کی جس کی حد 2004، میں ساڑھے اٹھائیس (۲۸) ملین پاؤنڈز تھی۔ 2004/2003 میں برطانیہ امریکہ

کے بعد فلسطین کی مالی امداد کرنے والا سب سے بڑا ملک تھا۔

برطانیہ نے انتفادہ کے دوسرے سال میں اقوامِ متحدہ کی ایمرجنسی اپیل پر مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی کی مالی امداد کیلئے 31 ملین پاونڈز فراہم کئے تھے۔

ہم نے فلسطینی پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کیلئے ایک بنیادی پیکیج فراہم کیا ہے، اور اس کے دائرے کو زیادہ وسعت دینے کیلئے بھی تیار ہیں بشرطیکہ مقامی حالات نے اس کی اجازت دی۔

برطانیہ امریکی صدر کے اس اعلان کی قدر کرتا ہے جس مین انہوں نے اپنے 2 جنوری کے خطاب کے دوران فلسطین کی سیاسی، اقتصادی، اور سیکورٹی کی اصلاحات کیلئے کانگریس سے فلسطین کیلئے 350 ملین امریکی ڈالرز کی امداد دینے کیلئے سفارش کرنے کا اعلان کیا ہے۔

برطانیہ کے ساتھ تجارت اور سرمایہ کاری

فلسطین کے ساتھ برطانیہ کی تجارت محدود ہے تاہم برٹش گیس نے غزہ کے علاقے میں قدرتی گیس کے اہم ذخائر دریافت کئے ہیں جو کہ فلسطین کے قدرتی وسائل میں ایک اہم پیش رفت ثابت ہوں گے۔ اور فلسطین کی اقتصادیات میں بڑا اہم کردار ادا کریں گے۔

برطانیہ کے ساتھ ثقافتی تعلقات

حالیہ دورے۔

برطانیہ کے دورے۔

فروری 2005 میں سلام فائد وزیرِ خزانہ نے سیکرٹری خارجہ جیک اسٹرا سے ملاقات کی۔۔۔۔

اکتوبر 2004 فلسطینی وزیرِ خارجہ ڈاکٹر نبیل شاتھ نے سیکرٹری خارجہ جیک اسٹرا سے ملاقات کی۔

مارچ 2004 وزیرِ اعظم ابو اعلیٰ اور وزیرِ خارجہ ڈاکٹر نبیل شاتھ برطانوی سیکرٹری جیک اسٹرا سے ملاقات کی۔

جون 2003 وزیرِ خزانہ سلام فائد نے برطانوی سیکرٹری خارجہ جیک اسٹرا سے ملاقات کی،

جنوری 2003 میں عفیف صفیہ فلسطینی وفد کے نمائندہ نے سکریٹری خارجہ جیک اسٹرا سے ملاقات کی۔

اکتوبر 2001 میں فلسطینی صدر یاسر عرفات نے برطانوی وزیرِ اعظم ٹونی بلئیر کے ساتھ ملاقات کی۔

برطانیہ کی طرف سے بیرونی دورے

دسمبر 2004 سیکرٹری خارجہ جیک اسٹرا نے عبوری مدت کے صدر راہی فاوتھ، وزیرِاعظم احمد قریع، پی ایل او کے لیڈر محمود عباس، اور وزیرِ خارجہ نبیل شاتھ سے ملاقات کی۔

جنوری 2004 میں برطانوی وزیرِ تعلیم اسٹیفن ٹوگ نے فلسطینی وزیرِ تعلیم ڈاکٹر ابوموس اور ڈاکٹر حنان اشراوی سے ملاقات کی۔

جنوری 2004 میں برطانوی وزیرِ مملکت بیرن سائمن نے یاسر عرفات سے ملاقات کی۔
وزیرِ اعظم ابو اعلیٰ اور وزیرِ خزانہ سلام فائد سے ملاقات کی۔
جولائی 2003 میں وزیرِ مملکت بلیری بین نے یاسر عرفات اور وزیرِ اعظم سلام فائد سے ملاقات کی۔
فروری 2003 میں وزیرِ خارجہ جیک اسٹرا نے فلسطینی صدر یاسر عرفات سے ملاقات کی۔

انسانی حقوق

فلسطینی نیشنل اتھارٹی نے کئی موقعوں پر اس عزم کا اعادہ کیا ہے کہ وہ بین القوامی انسانی حقوق کے معیارات کا احترام کرنے کی پابند ہے اور انہیں مکمل طور سے فلسطینی قوانین میں شامل کرتے ہیں تاہم بغیر مقدمہ چلائے لوگوں کو حراست میں رکھنے اور انہیں تشدد کا نشانہ بنانے، مارنے پیٹنے کے واقعات فلسطین کے حراستی مراکز میں معمول کی بات ہیں، جبکہ پھانسی دینے کی سزائیں بھی موجود ہیں۔

اہم رابطے:

بین الاقوامی ترقی کا شعبہ (DFID) کی ویب سائٹ برطانیہ کی پالیسی برائے بین الاقوامی ترقی اور غربت کے خاتمے کے بارے میں پروگرام پر روشنی ڈالتی ہے اور اس کی وضاحت کرتی ہے۔

برطانوی قونصلیٹ جنرل برائے یروشلم

برطانوی قونصلیٹ جنرل برطانیہ اور فلسطین اتھارٹی کے درمیان روزمرہ کی بنیاد پر تعلقات کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کا مقامی قونصلر، یروشلم، مغربی کنارہ اور مغربی پٹی کو کور کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جیسے جیسے مشرقِ وسطی میں امن کا عمل آگے بڑھتا جائے گا۔ اور دیگر سیاسی مسائل کے حل میں پیش رفت ہوگی، قونصلیٹ برطانیہ اور فلسطین کے تجارتی تعلقات اور بین الاقوامی امداد اور ترقیاتی کاموں کو بھی منظم طریقے سے چلانے میں بھی اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔